عوض میں اُسکے جفا کچھ نہیں ہے یہ تقصیر
جفا نہ کچھ تم اسکو ہے جفا کچھ اور

جو بیٹا باپ کو آتا ہے باپ بیٹے کو یاد
تو ایک ایک کی خاطر کرے ہے یاں فریاد

زمین پہ رہنے نہ دین ہاشمی کی ہم بنیاد
عوض میں اسکے نہیں ہمکو سوجھتا کچھ اور

اسیطرح تمھیں لیجائیں گے بنزد یزید
تب اُسکے ہاتھ کو دیکھو گے تم جفائے شدید

تمھارے فائدہ رکھتی نہیں یہ گفت و شنید
یہ ہنسکے کہتے ہو تم یاں ہے مدعا کچھ اور

قصاص میں تمھیں اپنے نہ جیتا چھوڑینگے
نہ منہ کو قتل سے زین العبا کے موڑینگے

تمھارے خون سے دامن کو سب نچوڑینگے
نہیں تسلی دل اپنی اس سوا کچھ اور

نہ کی حرم کی انھوں نے یہ تشنگی پہ نظر
کہ قطرہ آب نہ ہو حلق خشک انکا تر

غذا کا ذکر تو کیا ہے بغیر خون جگر
ملی نہ عابد بیمار کو دوا کچھ اور

نہ اٹھکے پیاس سے اسکا بدن گیا ہے سوکھ
بغیر پانی کے ہوجائے خشک جیسے روکھ

لگے تھی جس گھڑی منزل میں اُس غریب کو بھوکھ
بغم پدر کے بن اسکو نہ تھی غذا کچھ اور

ہر ایک شقی کیا نا اُس سے بکتا تھا
جو کچھ کہے تھا کوئی منہ وہ اُسکا تکتا تھا

نہ نکلی اس سے وہ از بس نہ بول سکتا تھا
بغیر پاؤنکی زنجیر کے صدا کچھ اور

نہ کوئی محرم حال اُسکا نے کوئی ہمراز
سخن دلاسے کا اُس سے کرے نہ وہ دمساز

کہیں سے گوش تلک اسکے پہونچی یہ آواز
نہ اُن نے طعن و تعرض سوا سنا کچھ اور

سوال کرکے روا انکا غرض وہ دشمن دین
کشاں کشاں گئے لیکر سوئے یزید لعین

نہ لے گئے وہ نکال اُنکے اپنے دل کا کین
سوائے لعن کے دنیا سے بھیجنا کچھ اور

نہ کر بس آگے تو سودا یہ ذکر رہ خاموش
فلک کی پشت سے گذرا ہے سامعوں کا خروش

لہو ہر اک کے جگر کا یہ مارتا ہے جوش
کہ انکی چشم سے جز خون جگر بہا کچھ اور

مرثیہ بجناب حضرت قاسم

نئی نہ شادی بیاہ کی کسکی تو نے فلک اُٹھائی ہے
کس دکھیاری کا ہے جایا کس دکھیا کی جائی ہے

سر چھاتی لگائے ہیں فریاد و فغاں شہنائی ہے
سوز جگر ہے آتشبازی ہر ایک آہ ہوائی ہے

آرائش کے تختوں اوپر بیاہو تمھیں ہوں شمع و چراغ
اسکے بدلے یاں ہر ایک کی چھاتی پہ ہیں لاکھوں داغ

عجب طرح کا وقت سواری نوشہ آکے بھولا باغ
روشنی کے جھاڑ ونکے بدلے گھر کو آگ لگائی ہے

نوشہ کے ہمراہ براتی وہ جو تھے آگے ہین
گرد بیٹھے ہین سر اپنا گہ خاک اڑانے لاگے ہین

جلوہ کی بات ادر دلہے کے گھر مین سنس دلھن سنواری ہین
دولہا کے لکھو اور دیکھو سبھی لہو کی دھارین ہین

کسی نگر مین بیاہ کا یارو کہین یہ دیکھا ہے دستور
کاندھے سے نوشہ کے چچا کے ہاتھ پیرن ہین کٹکر دور

آج تک دیکھا ہے یہ کسی نے بیاہ کی شادی کا معمول
صندل کی جا ہر سمدھن نے منھ سے اپنے ملی ہو اپنے دھول

بیاہ ایسا دیکھا ہے کسی نے جب سے ہے یہ دور
ہرے ہرے بنگڑے توڑ دلھن نے بیٹھکر اپنا منھ آ دیکر

تڑپ تڑپ کر پڑا ہے جسجا سر کٹے اس دولہا کا تن
سمجھو ہو یہ کون ہے دولہا یعنی قاسم ابن حسن

آگے بھی ہوتے دیکھے ہین لوگون کے گھر بیاہ برات
کوئی دولھن جھٹ اس دولھن کے قضا نے لاکر گہن کرات

شادی مین دونونکو باہم میٹھ کھلادین شیر و شکر
لوگ کٹم کے پیٹ سر اپنا انکے اوپر کرکے نظر

لوگون کے گھر منڈھے کے نیچے بیٹھ شہانا گاتے ہین
کسی کے بھی دولھن کو گھر سے یون لیکے جاتے ہین

لگے ہے یون دولھن کی مان اب کوٹنے اپنے سینے کو
شربت مین دولہا کی مان کہے کہان سے لاؤن پینے کو

کیا گتی ہوئی ہے اب جنے مجھ گھر بیاہا اپنا پوت
وان دہیز آکے جو پوچھو ملا نہین یان کچا سوت

مان یون بولی دولہا کی اب ہو گئے انسوان بہتے ہین
ساتھ پڑی جنگل کے بیچ ہیر و جگ آ گھر رہتے ہین
دہ دیکھ کیا ہے نزا تیرا کہتے مین سب ہی گئے

اپنے اپنے لہو سے انکے سب کے ہوتے ہاتھ رنگے ہین
لوگ کہین یہ دولہا ہے یا تو تھی کسی کی آئی ہے

ناک سے تھا اٹھے سے بنیا یان دونے کے تار ہین
ہون کفنی کر چاک گریبان خلعت یہ مین پہنائی ہے

پیاس کے مارے مرین براتی تالو گلیان ہون ہمور
شربت کا مذکور سو کیا جب پانی پہ یہ لڑائی ہے

یان جو بیل ہین سو جمہور کے پھول جو تین دولہا کے پھول
ہارونکے بدلے اب سہرا کی زنجیر ہین گرا آئی ہے

تن دولہا کا خاک مین لوٹے سر جاتا ہو تیر بہم
نوشہ کے لہو سے مہندی بھر بھر ہاتھ لگائی ہے

لہو کی چھینٹون سے وہ جامہ ہوئی ہے گویا رنگ مین
جاؤ سے جس نے زرگی یہ پھولونکی سیج بچھائی ہے

اس شادی مین ہم نے یارب جو دیکھی سو انوکھی بات
ہائیون بدلے دولہا کے ہاتھ مین لا ٹھلائی ہے

انکے آگے طبقون مین یان کٹے ہوئے آگے ہین سر
کوئی کہے بابا ہے میرا کوئی کہے یہ بھائی ہے

نوحہ گر دونکو یان بلوا کر شہ کو نیل چڑھاتے ہین
پشت شتر پر ساس کے پیچھے محمل یہ چڑھائی ہے

یہ بھی ہے کوئی زیست ہماری حیف ہمارے جینے کو
آب خنجر نے دولھن کے بابا کی پیاس بجھائی ہے

جوڑے کی جا پہنے ہے کفنی گھوڑے کے بدلے تابوت
سر دولہا کا نیزے یہ ڈھنگ کا نا جیور انکھ دکھلائی ہے

بنا بی آج تمہین کیسی یہ دوری کے دکھ سہتی مین
پھر تم نے منہ کیا ناہید ہر جیسے بیٹھ دکھائی ہے
لیکن وہ یہ سمجھ چکی ہے یون جو دیکھے سو نہ سنے

کہے ہی یون سر پیٹ کے اپنا لوگون بیچ ہاے بنے
کیا جانے کس کھور پڑے ہو کوئی یہ دو پیلے تھا لیا
نہین ہے معلوم اب تمکو کچھ حال تمہاریکا سرپانون
بلانیکو مجھ دکھیا کے گیا کیا بات بنائی ہے
دھوپ تھاے تن پہ نہ یا جنگل کے روکھونکی چھاؤن
جلد بدن کی نازکی یا نی بن مرجھانی ہے

گل سا تو کمھلا تھا تیرا سنبل سے تھے تیرے بال
حسن تیرا ایسا ہی تھا پر کیا کہئے اے میرے لال
سو نہ بہا برسات کا پایا انکو ہم کرتے ہین خیال
گردون کو وہ شکل نہ بھائی یہ صورت خوش آئی ہے

مین دکھیا جا کس سے پوچھون کون بتاوے ہاے پسر
نکلون یان سے مین کس کو لیکر ساتھ اپنے رہبر
بیٹو تجھے مین نہین ہون واقف ڈھونڈھتے باون ہوئی
لوگ کہین گے مان قاسم کی گھر سے باہر آئی ہے

کہتی ہین کس سے بیت کی ماری کون کرے مجھ دکھی پر
جو دکھ مین تھے اپنے سنگھاتی فنا ہوئے سب جا کر تیر
گھر سے تو باہر آنیکو شرم ہوتی ہے دامنگیر
خبر تری لاوے سو کس کو ایسی پیر پرائی ہے

ہیکل مین ڈالے تھے تیرے لاکھ طرح کے مین تعویذ
تجھسا بچہ مارا انھون نے سب ملکر جو تھی وہ چیز
بُری گھڑی کچھ کام نہ آوے ہے جو حفاظت کی کچھ چیز
قضا نے ہاتھ ایسو کے تیری گردن اب کٹائی ہے

غرض کہ جسدم مان قاسم کی رو رو کرتی تھی یہ بین
لہو جنے برسا ہے لیسے تھی وہ کس کے بین
خلقت چارون عنصر کی سیماب کی صورت تھی بے چین
ان باتون نے دنیا غم کے دریا بیچ ڈبائی ہے

بھیج درود ابال نبی پر سودا اگر تو ختم کلام
ساقی سے کوثر کا ملیگا بھرا ہوا ایسا ہی جام
روئے بہت اس نظم کو سنکر جتنے تھے وہ خاص و عام
آنکھ ہر ایک کا ہا آنسو ستی جیسے بھر بھر آئی ہے

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین

کربلا سے شام ہو کر جب مدینے آئیان رو رو کہتی تھین کہ طعنہ دینگی یون ہمسائیان	زینب و کلثوم دونون فاطمہ کی جائیان کھو کے سارے وارث اک عابد کو جیتا لائیان
دیکھکر ہمکو بھی آتیمین بولین گے وہ لوگ کربلا جا کر بھتیجے بھائیون کا اپنے سوگ	کیا دلونکو آنکا یا ہے انھون نے غم کا روگ تحفجات اہل وطن کیواسطے یہ لے آئیان
تشنہ لب بھائیکو جسدن ذبح دریا پر کیا رات باقی تم نے اسدن جینے کی خاطر پیا	اور بھتیجون نے تڑپ کر آنکھون آگے جی دیا حیف یہ کچھ دیکھ جینے سی نہ تم شرمائیان
جبکہ دلبند علی لاشین تم نے دیکھین خاک پر کیونکہ تم جیتی رہین وہ گل سی شکلین دیکھکر	اور نظر آئے کٹے تمکو جگر گوشون کے سر نیزون اوپر تابش خورشید سے مرجھائیان